سیرتِ النبی ﷺ کے درخشاں پہلو

محمد رمضان یوسف سلفی

﴿لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ..الخ﴾

"البتہ تحقیق رسول کریم کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔" (احزاب ۲۱)

مذکورہ فرمان ربانی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سید المرسلین، رحمۃ اللعالمین، خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس ہی ہے جو تمام نوع انسانی کیلئے ایک مکمل لائحہ عمل اور ضابطہ حیات ہے۔ آپ ﷺ ہی وہ فرد کامل ہیں جن میں اللہ رب العزت نے وہ تمام اوصاف جاگزیں کئے ہیں، جو انسانی زندگی کیلئے مکمل لائحہ عمل بن سکتے ہیں۔۔ کیونکہ آپ ﷺ اپنی قوم میں اپنے رفعتِ کردار، فاضلانہ وشیریں اخلاق اور کریمانہ عادات کے سبب سب سے ممتاز تھے۔

مزید یہ کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے زیادہ بامروت، سب سے زیادہ خوش اخلاق، سب سے زیادہ معزز ہمسائے، سب سے بڑھ کر دوراندیش، سب سے زیادہ راست گو، سب سے زیادہ نرم خو، سب سے زیادہ پاک نفس، سب سے زیادہ خیراندیش، سب سے زیادہ کریم، سب سے زیادہ نیک، سب سے بڑھ کر پابندِ عہد اور سب سے بڑے امانتدار تھے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کی قوم نے آپ کا لقب ہی امین رکھ دیا اور ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی صداقت ودیانتداری کو دیکھ کر ہی آپ ﷺ سے شادی کی تھی۔

اس مختصر سے مضمون میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت مطہرہ کا احاطہ بہت مشکل ہے چنانچہ چند ایک پہلو ہی عیاں کئے دیتے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بچپن، جوانی اور بڑھاپا یعنی آپ کی مکمل زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ اللہ رب العزت نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بچپن ہی سے بری محفلوں اور مناہی ومنکرات کے کاموں سے بچائے رکھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بچپن کے ایک واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت جو کام کرتے تھے مجھے دو دفعہ کے علاوہ کبھی ان کا خیال نہیں گزرا۔ لیکن ان دونوں میں سے بھی ہر دفعہ اللہ تعالیٰ نے میرے اور اس کام کے درمیان رکاوٹ ڈال دی۔ اس کے بعد مجھے کبھی ان کا خیال نہیں گزرا۔ یہاں تک کہ اللہ نے مجھے پیغمبری سے مشرف فرمایا۔

ہوا یہ کہ جو لڑکا میرے ساتھ بالائی مکہ میں بکریاں چرایا کرتا تھا، ایک رات اس سے میں نے کہا کیوں نہ تم میری بکریاں دیکھو اور میں مکہ جاکر دوسرے جوانوں کی طرح وہاں کی شبانہ قصہ گوئی کی محفل میں شرکت کرلوں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ اس کے بعد میں نکلا! ابھی مکہ کے پہلے ہی گھر کے پاس پہنچا تھا کہ باجے کی آواز سنائی پڑی۔ میں نے پوچھا کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا فلاں کی فلاں سے شادی ہے۔ میں سننے بیٹھ گیا اور اللہ نے میرے کان بند کردیئے اور میں سو گیا۔ پھر سورج کی تمازت سے میری آنکھ کھلی اور میں اپنے ساتھی کے پاس آیا۔ اس کے پوچھنے پر میں نے ساری تفصیلات بتائیں۔ اس کے بعد ایک رات پھر میں نے یہی بات کہی اور مکہ پہنچا تو پھر اسی طرح کا واقعہ پیش آیا اور اس کے بعد کبھی غلط ارادہ نہ ہوا۔ (بحوالہ الرحیق المختوم مترجم اردو صفحہ ۱۱۴۔۱۱۵)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت سے پہلے کی اجمالی سیرت کا ایک پہلو دیکھئے اور اندازہ کیجئے کہ آپ کی پاکیزہ سیرت کیسی تھی؟ لہٰذا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف جب چالیس برس کی ہو چلی اور اس دوران آپ ﷺ کے اب تک کے تاملات نے قوم سے آپ ﷺ کا ذہنی اور فکری فاصلہ بہت وسیع کر دیا تھا۔ تو آپ ﷺ کو تنہائی محبوب ہوگئی۔ چنانچہ آپ ﷺ ستو اور پانی لے کر مکہ سے دو میل دور کوہ حرا کے ایک غار میں جا رہتے اور اللہ کی عبادت کرتے اور کائنات کے مشاہد اور اس کے پیچھے کارفرما قدرت نادرہ پر غور فرماتے اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے نبوت سے آپ ﷺ کو نوازا تو آپ ﷺ پہلے سے زیادہ اللہ کی عبادت میں مشغول ہوگئے۔

صحیح بخاری میں مغیرہ بن شعبہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام (رات کو تہجد کی نماز میں) اس قدر قیام فرماتے کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے اور جب آپ ﷺ سے اس باب میں کہا جاتا تو آپ فرماتے ﴿افلا اکون عبدا شکورا﴾ "کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔" (تیسیر الباری شرح بخاری صفحہ ۶۷۱،۶۷۲ جلد اول)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زہد وتقویٰ کا عالم یہ تھا کہ آپ اکثر یہ دعا کرتے تھے "اے اللہ میں ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھانے کو ملے۔ بھوک میں تیرے سامنے گڑگڑایا کروں اور تجھ سے مانگا کروں اور کھا کر تیری حمد وثناء کروں۔" (حلیۃ الاولیاء جلد ۸ صفحہ ۱۳۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور اکثر فاقہ پر فاقہ کئے جاتے تھے۔ ایک اور روایت میں اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے گھر والے ایک ایک مہینہ اس طرح گزارتے کہ گھر میں آگ نہ سلگائی جاتی اور ہمارا کھانا یہی ہوتا کھجور اور پانی۔ (ابن ماجہ مترجم جلد سوئم صفحہ ۵۲۷)

اور بعض دفعہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھوک

سے کروٹیں بدلتے' پیٹ کوالٹتے اور خراب کھجور بھی آپ کو نہ ملتی کہ اسی سے پیٹ بھر لیں۔ (ابن ماجہ مترجم جلد سوئم صفحہ ۵۲۸)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بار نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوئے' تکبیر ہو چکی تھی' مگر آپ ﷺ صحابہ ؓ کو وہیں کھڑا چھوڑ کر گھر تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور نماز پڑھائی۔ کسی نے اس بے وقت گھر تشریف لے جانے کی وجہ دریافت کی' تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھر میں ایک سونے کا ٹکڑا پڑا رہ گیا تھا' میں نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ گھر میں پڑا رہے اور میں فوت ہو جاؤں۔

اللہ رب العزت نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑے ہی اعلیٰ اخلاق سے نوازا تھا۔ یہ آپ ﷺ کا ارفع اخلاق ہی تھا کہ جس نے دشمن کو دوست' بیگانے کو اپنا' سخت دل کو نرم خو بنا دیا تھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسی بلند اخلاق کی تعریف اللہ رب العزت نے ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ:

﴿وانک لعلی خلق عظیم﴾

''اور بے شک آپ ﷺ کا اخلاق بہت بلند ہے۔'' (سورۃ قلم)

''مؤطا امام مالک'' میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ میں بہترین اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں اور حضرت انس ؓ نبی علیہ السلام کے خدمت گزار فرماتے ہیں کہ میں نے دس برس تک نبی ﷺ کی خدمت کی ﴿فما قال لی اف ولا لم صنعت ولا الا صنعت﴾ ''اس مدت میں آپ ﷺ نے مجھے اف تک نہ کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا' یہ کام کیوں نہیں کیا۔'' (مسلم مترجم جلد ۶' صفحہ ۳۰ بحوالہ تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۸۵۴)

یہ آپ کا اخلاق ہی تھا کہ جس نے لوگوں کے دلوں سے ظلمت و جہالت کو نکال کر نور صداقت اور معرفت الٰہی کو متمکن کر دیا تھا۔ آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق اور نرم خو ہونے کی صفت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اے میرے نبی ﴿لو کنت فظا غلیظ القلب لا نفضوا من حولک﴾ ''اگر آپ ترش رو اور سخت دل ہوتے تو لوگ کبھی بھی آپ کے پاس آ کر نہ بیٹھتے۔'' (آل عمران ۱۵۹)

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ ﴿لم یکن النبی ﷺ سبابا ولا فحاشا ولا لعانا﴾ ''نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام گالی دینے والے اور سخت گو' بد زبان' لعنت کرنے والے نہ تھے۔ اگر آپ کو ہم میں سے کسی پر غصہ بھی آتا صرف اتنا فرماتے اس کو کیا ہو گیا' اس کی پیشانی میں خاک لگے۔'' (تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۵۸۱)

نبی ﷺ کا شجاعت' بہادری اور دلیری میں بھی مقام سب سے بلند اور معروف تھا۔ آپ سب سے زیادہ دلیر تھے۔ نہایت کٹھن اور مشکل مواقع پر جبکہ اچھے اچھے جانبازوں اور بہادروں کے پاؤں اکھڑ گئے' آپ اپنی جگہ برقرار رہے اور پیچھے ہٹنے کی بجائے آگے ہی بڑھتے گئے۔ پائے ثبات میں ذرا لغزش نہ آئی۔ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ جب زور کا رن پڑتا اور جنگ کے شعلے خوب بھڑک اٹھتے تو ہم رسول اللہ ﷺ کی آڑ لیا کرتے تھے۔ آپ سے بڑھ کر کوئی دشمن کے قریب نہ ہوتا۔ (شفاء قاضی عیاض ۸۹/۱ بحوالہ الرحیق المختوم)

اور حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ ایک رات اہل مدینہ کو خطرہ محسوس ہوا' لوگ شور کی طرف دوڑے تو راستے میں رسول اللہ ﷺ واپس آتے ہوئے ملے۔ آپ ﷺ لوگوں سے پہلے ہی آواز کی جانب پہنچ کر (خطرے کے مقام کا جائزہ) لے چکے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ ابو طلحہ ؓ کے بغیر زین کے گھوڑے پر سوار تھے۔ گردن میں تلوار حمائل کر رکھی تھی اور فرما رہے تھے ڈرو نہیں' ڈرو نہیں (کوئی خطرہ نہیں ہے) (مسلم مترجم جلد ۶ صفحہ ۲۸' بخاری مترجم جلد ۵ صفحہ ۵۸۲)

اور کسی شاعر نے شاید آپ ہی کے بارے میں کہا تھا کہ ؏

مائیں ایسے بچے جنتی ہیں بہادر خال خال

اور اگر آج آقائے کائنات کے غلام اپنے سینوں میں آپ کی شجاعت بھر لیں تو دنیا کی کوئی قوم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ان شاء اللہ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دریا دلی اور سخاوت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں' جس نے بھی کوئی چیز آپ ﷺ سے مانگی' آپ نے انکار نہ کیا' بلکہ دے دی۔ (بخاری مترجم جلد ۵ صفحہ ۵۸۲' مسلم جلد ۶ صفحہ ۳۰)

ایک شخص کو آپ ﷺ نے اتنی بکریاں دیں کہ جس سے دو پہاڑوں کے درمیان والی زمین بھر گئی۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس جا کر کہنے لگا' میری قوم کے لوگو مسلمان ہو جاؤ' کیونکہ محمد ﷺ اتنا کچھ دیتے ہیں' پھر محتاجی کا ڈر نہیں رہتا۔ (مسلم مترجم جلد ۶ صفحہ ۳۱)

اقرع بن حابس نے دیکھا کہ آپ ﷺ حضرت حسن کو پیار کر رہے ہیں' تو ایک صحابی نے کہا اللہ کے نبی میرے دس بچے ہیں' میں نے کبھی ان کو پیار نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو رحم نہ کرے گا (بچوں' یتیموں' اور عاجزوں اور ضعیفوں پر) اللہ بھی رحم نہ کرے گا اس پر (مسلم مترجم جلد ۶ صفحہ ۳۴)

نبی ﷺ سب سے زیادہ متواضع اور تکبر سے دور تھے۔ آپ اپنے لئے صحابہ کرام کو کھڑے ہونے سے منع فرماتے تھے۔ مسکینوں کی عیادت کرتے تھے' فقراء کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے' غلام کی دعوت منظور فرماتے تھے۔ صحابہ کرام میں کسی امتیاز کے بغیر ایک عام آدمی کی طرح بیٹھتے تھے۔ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صدیقہ کائنات فرماتی ہیں کہ آپ اپنے جوتے خود ٹانکتے تھے' اپنے کپڑے خود سیتے تھے اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کام کرتے تھے' جیسے تم میں سے کوئی آدمی اپنے گھر کے کام کاج کرتا ہے۔ آپ ﷺ بھی انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔ اپنے کپڑوں کی صفائی خود کیا کرتے تھے۔ اپنی بکری دوہتے تھے اور اپنا کام خود

بقیہ صفحہ 23 پر